

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو
”امام اعظم“ کہنے پر غیر مقلدین کے بے بنیاد اعتراضات
کا علمی و تحقیقی جواب

الْقَوْلُ لَا سَلَمَ بَانَ أَبَا حَنِيفَةَ إِمَامًا عَظَمًا

لَقَبِ إِمَامٍ عَظِيمٍ

دلائل کے آئینے میں

مفتی رضا الرحمن رشتی

ناشر

Ahle
Sunnat
RESEARCH CENTRE
اہل سنت و جماعت ریسرچ سینٹر ممبئی

Affiliated with:
AS SYED MAHMOOD ASHRAF
DARUL TEHQEEQ WA AL TASNEEF

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

- نام کتاب : لقب امام اعظم — دلائل کے آئینے میں
مصنف : مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
کمپوزنگ : حافظ محمد فاروق کلیا چک، مالده، مغربی بنگال
ریسٹنگ : مولانا حافظ محمد ہارون اشرفی استاذ جامع اشرف درگاہ کچھوچھ شریف
صفحات : ۴۸
تعداد : ۱۱۰۰
قیمت : ۲۵ روپے
ناشر : اہل سنت ریسرچ سینٹر جوگیشوری ممبئی ملحقہ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف
جامع اشرف کچھوچھ شریف (یوپی) فون نمبر: 09819525269

ملنے کے پتے

✽ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ سرکارکلاں۔

موبائل : 08869998234

✽ اہل سنت ریسرچ سینٹر جوگیشوری ممبئی - موبائل: 09819525269

✽ مکتبہ فیضان اشرف خانقاہ اشرفیہ سرکارکلاں۔ موبائل: 09889757557

✽ الاشرف اکیڈمی دہلی، ایل-۱۶ ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر اوکھلائی دہلی۔

موبائل: 09891105516

✽ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، نئی بستی راج محل صاحب گنج (جھارکھنڈ) موبائل 09733324744

انتساب

امت مسلمہ کے ان محسنوں کے نام

جنہوں نے اپنی خداداد قوت استنباط و اجتہاد کے ذریعہ کتاب و سنت سے شرعی احکام و اصول کا استخراج کر کے قیامت تک کے لئے پوری امت مسلمہ کے لئے شاہراہِ عمل متعین کی۔

یعنی تمام ائمہ مجتہدین بالخصوص امام الائمہ سراج الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو

حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی کے نام

جن کے تعلق سے عظیم محدث امام بخاری کے استاذ کے استاذ **عبد اللہ بن مبارک** نے فرمایا:

”اگر میری ملاقات ابو حنیفہ سے نہ ہوئی ہوتی تو میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا

جو بغداد میں صرائی کیا کرتے تھے“

اور یہ بھی فرمایا:

”اگر ابو حنیفہ سے میری ملاقات نہ ہوتی تو میں گمراہوں میں سے ہوتا“

(اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ للصیمری ۱/ ۱۳۹)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

رضاء الحق اشرفی مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تبرک

قائد ملت ابوالخیر علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھو شریف
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ المختار و علیٰ آلہ الاخیار و اصحابہ الاطہار
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ کے فضل و کمال، علم و اجتہاد، تقویٰ و
طہارت اور امت مسلمہ پر ان کے فقہی و اجتہادی احسانات کا انکار ایک مسلمہ حقیقت کا انکار
ہے۔ محدثین، مجتہدین اور اسلاف امت نے ان کے فضائل و کمالات کا کھلے دل سے
اعتراف کیا ہے۔

مشہور و معتمد ناقد حدیث علامہ نمس الدین ذہبی جن کا شمار مستند علماء اسماء رجال میں
ہوتا ہے، انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب 'طبقة الحفاظ' میں امام اعظم کے احوال و مناقب
اور فقہ و حدیث میں ان کے علوم مرتب کو بیان کیا ہے۔ بلکہ ایک مستقل رسالہ 'مناقب ابی
حنیفہ و صاحبہ' بھی تصنیف فرمایا ہے۔

امام ابو حنیفہ "امام اعظم" کے لقب سے معروف و مشہور ہیں۔ امام ابو حنیفہ کو یہ لقب
ان کے مقلدین نے حسن عقیدت کی بنیاد پر نہیں دیا ہے بلکہ اسلاف امت، ائمہ محدثین و
فقہاء شوافع، حنابلہ اور مالکیہ نے بھی آپ کو اس لقب سے یاد کیا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت
ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لیکن بارہویں صدی ہجری کے نومولود فرقہ 'وہابیہ' کے ناواقف
لوگوں نے اس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ لقب صرف رسول
اکرم ﷺ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ حال ہے کہ انہوں نے اپنے
معتمد علماء مثلاً ابن تیمیہ اور محمد ابن عبد الوہاب نجدی وغیرہ کو امام اعظم کا لقب دے رکھا ہے۔
جب کہ یہ علماء، امام اعظم کیا آپ کے شاگرد کے شاگردوں کے خوان علم و فن سے خوشہ چینی

کرنے والوں کے خاک قدم کو نہیں پہنچ سکتے۔

بارہویں صدی ہجری کا ایک عالم شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی جو اہل سنت سے الگ تھلگ ایک نئے مسلک ”وہابیت“ کا بانی ہے اسے ”امام اعظم“ کہا جائے اور دوسری صدی ہجری کے امام، مجتہد، فقیہ، صحابہ کے دیدار اور ان سے سماع حدیث کے شرف سے مشرف ہونے والے تابعی امام ابو حنیفہ کو ”امام اعظم“ کہنے پر اعتراض۔ آخر اسے کیا کہا جائے؟ فکری انارکی اور علمی و اعتقادی انحطاط کی اس سے بدتر مثال مشکل سے ملے گی۔

زیر نظر رسالے میں لقب ”امام اعظم“ پر غیر مقلدین وہابیہ کی طرف سے پیدا ہونے والے اعتراضات کا علمی محاسبہ محقق و مدلل اور سنجیدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ کتاب کو پڑھنے کے بعد مخالفین و منکرین کے شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو وہ حق کو ضرور قبول کریں گے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس رسالے کو مفید عام بنائے اور اس کے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی

ابوالخثار سید محمد محمود اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف

کلمات ناشر

اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی (ARC) ملحقہ السید محمود اشرف دار تحقیق والتصنیف جامع اشرف درگاہ کچھوچھ شریف کے اشاعتی سلسلے کی ایک کڑی ہے کتاب ”لقب امام اعظم۔ دلائل کے آئینے میں“۔

ماہ جولائی ۲۰۱۵ء کو تین اہم تحقیقی کتابیں ”ترک رفع یدین، نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا و فسق یزید“ اہل سنت ریسرچ سینٹر کی طرف سے اردو، ہندی اور انگریزی تینوں زبانوں میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ تینوں کتابوں کی رسم اجراء کا پروگرام بدست اقدس حضور قائد ملت علامہ سید شاہ محمد محمود اشرف سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھ شریف بانی و سرپرست اہل سنت ریسرچ سینٹر و سرپرست اعلیٰ جامع اشرف کچھوچھ شریف ۸ جولائی ۲۰۱۵ء کو جو گیشوری ممبئی میں منعقد ہوا تھا، جس میں ملک و بیرون ملک کے معزز افراد اور شہر ممبئی کے مشہور علماء کرام بھی تشریف فرما تھے۔

الحمد للہ ریسرچ سینٹر کا پہلا اشاعتی پروگرام اہل علم کے درمیان کافی مقبول ہوا۔ تینوں کتابوں کی کامیاب اشاعت کے بعد ریسرچ سینٹر کی تعلیمی و تبلیغی سرگرمیاں جاری و ساری ہیں۔ مساجد میں ”حفظ حدیث“ کورس کے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس کے مثبت و مفید نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ ویڈیو، آڈیو کلمپس کے ذریعے بد مذہبوں و گمراہوں کے اعتراضات و شبہات کے مدلل و مسکت جوابات بھی دئے جا رہے ہیں۔ ریسرچ سینٹر کی تمام تر سرگرمیوں کی روح رواں حضور قائد ملت کی محکم سرپرستی اور کامل توجہ ہے۔ ان شاء اللہ بدن سینٹر کے منصوبوں میں مزید وسعت پیدا ہوتی رہے گی اور اس کی خدمات کا دائرہ پھیلتا جائے گا۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اہل سنت ریسرچ سینٹر کی تمام ترویجی و علمی خدمات کو مفید اور عام کرنے میں ہر ممکن تعاون فرمائیں، مفید مشوروں سے نوازیں اور اس کی پابندی و ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

فقط

اراکین اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی
 محققہ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف
 جامع اشرف درگاہ کچھوچھ شریف

مُقَدِّمَت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام المحدثین والفقہاء امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ تابعین میں سے تھے۔ آپ نے کئی صحابہ کرام کا مقدس زمانہ پایا اور حضرت انس بن مالک اور حضرت حارث بن جزء رضی اللہ عنہما سے بلا واسطہ احادیث کا سماع کیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ سے عبداللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح متوفی ۱۲۹ھ، مسعر بن کدام تکیمی بن سعید القطان، مکی بن ابراہیم (استاذ امام بخاری) جیسے جلیل القدر محدثین نے علم حدیث و علم فقہ حاصل کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے جلیل القدر شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کے نامور شاگردوں میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی تعریف و توصیف جمہور محدثین نے بھی کی ہے۔ امام بخاری کے استاذ تکیمی بن معین نے آپ کو "امام الحدیث" کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ۵۰/۱) امام ابوداؤد نے "امام شریعت" کہا ہے (تذکرۃ الحفاظ ۱۵۲/۱) امام علی بن مدینی نے آپ کو "بے عیب" کہا (الخیرات الحسان فصل ۱۳/۲۸) امام سفیان ثوری نے آپ کو فقہ و حدیث میں قابل اعتماد اور سچا کہا۔ (ایضاً ۱۳) امام بخاری کے شیخ کے شیخ امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کے ذریعہ میری مدد نہ کی ہوتی تو میں عام آدمیوں کی طرح ہوتا۔"

ایسے جلیل القدر امام الحدیث، امام شریعت پر آج کا ایک بے لگام گروہ جو خود کو اہل حدیث کہلاتا ہے اور اتباع حدیث کے نام پر فتنہ انکار حدیث کی آبیاری کرنے میں مصروف ہے، لعن طعن کرنے اور انہیں معاذ اللہ گمراہ کہنے میں ذرا بھی خوف خدا دل میں نہیں رکھتا۔ صرف امام اعظم ابوحنیفہ ہی نہیں تمام ائمہ مجتہدین امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے تمام مقلدین حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور تمام فقہاء کرام فرقہ اہل حدیث کے نزدیک گمراہ و گمراہ گر ہیں۔ بلکہ ائمہ مذاہب فقہی کے ماننے والوں کو یہ گستاخ فرقہ مشرک کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ فرقہ اہل حدیث کے نزدیک چاروں فقہی مذاہب گمراہی کے اڈے ہیں اور ان پر چلنے والی پوری دنیا

کی مسلم اکثریت گمراہ بلکہ مشرک ہے۔

یہ نوزائیدہ گروہ نظریات و عقائد میں تمام اسلاف امت سے الگ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ کا حامی ہے اور تقلید ائمہ کو شرک و گمراہی کہنے کے باوجود شیخ نجدی ہی کے مقلدین کو صحیح العقیدہ مسلمان تصور کرتا ہے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ بارہ صدی ہجری تک جن اسلامی عقائد و نظریات پر پوری امت مسلمہ چلتی آرہی تھی ان کے خلاف شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے نئے عقائد و نظریات کی داغ بیل ڈالی، پھر ان کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ شیخ نجدی نے انبیاء و مقربین خدا کو دعاؤں کے لئے وسیلہ بنانے کو شرک ٹھہرایا۔ مزاراتِ انبیاء و اولیاء کو بت اور ان کی زیارت کو جانے والوں کو بت پرست کہا۔ شفاعتِ انبیاء و اولیاء کا انکار کیا۔ اس طرح انھوں نے مسلمانوں سے الگ اپنی ایک نئی جماعت بنائی اور فرقہ معززہ کی طرح اس کو اہل توحید نام دیا۔

فرقہ اہل حدیث ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ پر جی بھر کے لعن طعن کرتا ہے اور آپ سے متعلق طرح طرح کے بے جا اعتراضات کر کے آپ کے ماننے والوں کو گمراہ کر کے اہل حدیث بنانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ اس فرقہ کے نزدیک اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے۔ فرقہ اہل حدیث کے علماء اہل حدیث عوام کو کچھ الٹے سیدھے سوالات سکھا کر گمراہ گری کے کام میں لگا دیتے ہیں اور خود محفوظ مقام پر بیٹھے رہتے ہیں۔ میدانِ مباحثہ و مناظرہ میں آنے سے ہمیشہ بھاگتے ہیں۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ حق کا سامنا کرنے سے ان کی باطل پرستی کا پردہ چاک ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ مسجد کی امامت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔

کچھ اہل حدیث عوام سنی حنفی عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم لوگ اپنے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہتے ہو ایسا کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ "اعظم" صرف اللہ کی ذات ہے۔ لہذا غیر اللہ کو اعظم کہنا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یہ بات اہل حدیث کے کچھ جہلاء کہتے ہیں لیکن اہل حدیث کے شیخ یا عالم اعتراض کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم کا معنی سب سے بڑا امام اس لحاظ سے صرف نبی کو امام اعظم کہنا درست ہے۔ غیر نبی کو امام اعظم کہنا غیر نبی کو نبی کے برابر ٹھہرانا ہے۔

گرچہ یہ دونوں اعتراض غیر علمی و سطحی ہیں لیکن اس سے ہمارے کئی سنی حنفی نوجوانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ قیام حیدر آباد کے دوران ۲۰۱۲ء میں کئی لوگوں کی طرف سے میرے سامنے یہ اعتراض آیا تو میں نے قلم اٹھایا اور اس کا ایک سنجیدہ علمی جواب دے کر اپنے حنفی سنی بھائیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور معاندین و مخالفین کے سامنے ایک آئینہ حق پیش کر دیا تاکہ ان کے دل و دماغ سے غلط فہمی کا بادل چھٹ جائے اور سچائی و حق کی روشنی میں انہیں راہ حق دیکھنے کی توفیق نصیب ہو۔ یہ رسالہ پہلی بار اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی، المحققہ السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف، جامع اشرف کچھوچھو شریف کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔

والله الموفق وهو خير معين وما اريد الاصلاح ما سطعت وما علينا الا البلاغ المبين

رضاء الحق اشرفی مصباحی

مرفوع (علمی)

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

جامع اشرف کچھوچھو شریف، یوپی

محرم الحرام ۱۴۳۶ھ / نومبر ۲۰۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ الکرام واصحابہ العظام

لفظ اعظم کے معنی اور استعمال:

عربی قاعدے کے لحاظ سے اعظم اسم تفضیل ہے، جس کے معنی ہیں ”زیادہ بڑا“ مثلاً ”زَيْدٌ اَعْظَمُ“ کے معنی ہیں ”زید زیادہ بڑا ہے“ کس سے زیادہ بڑا؟ کبھی یہ لفظ میں مذکور ہوتا ہے جیسے ”زَيْدٌ اَعْظَمُ مِنْ بَكْرٍ“ زید بکر سے بڑا ہے اور کبھی مذکور نہیں ہوتا بلکہ معہود و متعین ہوتا ہے۔ مثلاً زید اپنے تمام اصحاب میں سب سے بڑا ہوا اور کہا جائے زید اعظم تو اس کا مطلب ہوگا ”زَيْدٌ اعظم من اصحابہ“ ”زید اپنے اصحاب سے زیادہ بڑا ہے“ اس کے یہ معنی سمجھنا غلط ہوگا کہ زید دنیا کے سارے انسانوں سے بڑا ہے۔

لفظ اعظم کے تعلق سے اس مختصر اور عام فہم تمہید کے بعد ذہن میں یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ آجائے گی کہ جب کہا جائے اللّٰهُ اَعْظَمُ تو اس کے معنی ہوں گے اللہ ساری مخلوق سے بہت بڑا ہے، ”یا اللہ بہت بڑا ہے“ جس کی بڑائی کی کوئی انتہا نہیں۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جب کہا جائے النبی اعظم تو معنی ہوں گے، ”اللہ کے بعد نبی ﷺ سب سے زیادہ بڑے ہیں“ اور کہا جائے صدیق اعظم، فاروق اعظم تو معنی ہوں گے، ”نبی ﷺ کے بعد سب سے بڑے سچے اور سب سے بڑے حق و باطل کے مابین فرق کرنے والے۔

الغرض لفظ اعظم اللہ کے ان اسماء حسنیٰ میں سے نہیں جو صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، بلکہ یہ صفت غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ بلکہ راقم اپنے ناقص مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہے کہ لفظ اعظم کا استعمال کتب احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے گنتی کے چند مقامات پہ ہوا ہے جب کہ غیر اللہ کے لئے اس کا استعمال ایک ہزار سے زائد مقامات پہ ہوا ہے۔ وہ بھی صرف خیر کے لئے نہیں بلکہ شر کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسے اِی

الذَّنْبِ اعْظَمَ (کون سا گناہ سب سے بڑا ہے) کتب صحاح ستہ میں کئی بار آیا ہے۔۔۔۔۔ اور خاص بات یہ ہے کہ پورے قرآن میں لفظ اعظم صرف دو مقام پر آیا ہے اور وہ بھی اللہ کے لئے نہیں بلکہ غیر اللہ کے لئے۔

قرآن حکیم میں لفظ اعظم غیر اللہ کے لئے:

قرآن حکیم میں یہ بھی ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَ هُمْ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ۔ (سورۃ التوبہ آیت ۲۰)
ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے جہاد کئے وہ اللہ کے یہاں بڑے درجے والے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو رتبہ و درجہ کے لحاظ سے اعظم فرمایا۔
قرآن حکیم میں ہے:

وَمَا لَكُمْ أَنْ لَا تُتَّقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ (سورۃ الحدید آیت ۱۰)

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری ملکیت اللہ ہی کی ہے۔ تم میں سے کوئی ان لوگوں کے برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ وہ لوگ ان سے زیادہ بڑے درجے والے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو اللہ نے بہتر بدلہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ نے ان مومنوں کو اعظم فرمایا ہے جنہوں نے قبل فتح مکہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو اعظم فرمایا تو اب یہ کہنا کتنی بڑی جہالت ہے کہ غیر

اللہ کو اعظم کہنا شرک ہے۔ اس جہالت والی بات کا سنگین نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ الزام شرک خود اللہ تعالیٰ پر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی جہالت سے محفوظ رکھے۔

صحاح ستہ میں لفظ اعظم غیر اللہ کے لئے:

صحاح ستہ میں لفظ اعظم ۱۳۰ مقامات پر آیا ہے جن میں سے صرف دو مقام پہ اللہ

تعالیٰ کے لئے باقی ۱۲۸ مقامات پہ غیر اللہ کے لئے ہے۔

اس کا ایک اجمالی خاکہ حاضر ہے۔

غیر اللہ کے لئے:

کتاب	مقامات	کتاب	مقامات
صحیح بخاری شریف	۳۲	صحیح مسلم شریف	۲۵
سنن ابوداؤد شریف	۲۲	جامع ترمذی شریف	۱۷
سنن نسائی شریف	۱۷	سنن ابن ماجہ شریف	۱۵

مجموعی تعداد ۱۲۸ مقامات

سنن ابوداؤد میں۔ اللہ کے لئے ایک مقام ہے۔ اور سنن ابن ماجہ میں۔ ایک مقام ہے۔ سب کا ایک تفصیلی خاکہ یہ ہے۔

(۱) صحیح بخاری

جزء صفحہ باب کسے اعظم کہا گیا؟

۴۳ باب اذا رأت المستحاضة الطهر نماز کو

۱۳۱ باب فضل صلوۃ الفجر فی جماعة ایک خاص نماز کو

۱۱۰ فضل صدقة الشحيح الصحيح ایک خاص صدقہ کو

۱۱۹ زکاة البقر اونٹ، گائے، بکری کے لئے

۳	۱۱۳	باب الغرقة والعلية الشرقية	ایک مخصوص حادثہ کو
۳	۱۵۸	باب هبة المرأة	ایک مخصوص ہدیہ کو
۴	۱۸۰	حدیث نمبر ۳۵۰۹	ایک مخصوص گناہ کو
۵	۱۳۷	حدیث ۴۲۳۱	حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ایک حدیث کو
۶	۳	حدیث کعب بن مالک	حضور ﷺ کی خدمت میں سچ بولنے کو
۶	۱۷	ما جاء في فاتحة الكتاب	سورۃ فاتحہ کو
۶	۱۸	قوله تعالى فلا تجعلوا لله اندادا	شرک کو
۸	۱۴۵	صاع المدينة ومد النبي ﷺ	مد کو
۸	۱۵۹	باب ظهر المؤمن -----	دسویں ذی الحجہ کو اور شہر مکہ کو
۹	۴۴	تعبير الرويا بعد صلاة الصبح	ایک باغ کو
۹	۹۵	ما يكره من كثرة السؤال	ایک خاص مجرم کو

(۲) صحیح مسلم شریف

۱	۵۵۶	فضل سورة الكهف وآية الكرسي	آیہ الکرسی کو
۲	۶۹۱	فضل النفقة على العيال	اہل و عیال پر خرچ کرنے والے کو
۲	۱۲۱۲	النهي عن بيع الورق بالذهب دينا	حضرت براء بن عازب نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو
۳	۱۳۶۱	تحريم الغدر	امیر المؤمنین سے غدروہ کو
۳	۱۵۳۵	اباحة ميتات البحر	اونٹ کو
۴	۱۷۲۳	رقية المريض بالمعوذات	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے ہاتھ کو
۴	۲۲۶۲	بليل في خروج الدجال ومكة	ایک خاص انسان کو

(۳) سنن ابو داؤد:-

۱	۱۱۵	باب في وقت الصبح	نماز فجر اجالے میں پڑھنے کو
---	-----	------------------	-----------------------------

قرآن یاد کر کے بھلانے کے گناہ کو	۱۲۶	۱	فی کنس المسجد
دور سے چل کر مسجد آنے کو	۱۵۲	۱	ما جاء فی فضل المشی الی الصلوۃ
نبی ﷺ کی بیوی کے انتقال کو	۱۱۳	۱	السجود عند الآیات
یوم النحر کو	۱۴	۲	باب الهدی-----
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو	۲۲	۴	فی بیع المكاتب

(۴) سنن الترمذی:-

مؤمن کو	۳۷	۴	ما جاء فی تعظیم المؤمن
ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنے کو	۴۷۱	۴	ما جاء افضل الجہاد

(۵) سنن النسائی:-

قیراط ثواب کو واحد پہاڑ سے	۷۷	۴	ثواب من صلی علی جنازة
دنیا فنا ہونے کے مقابل قتل مؤمن کو	۸۲	۷	تعظیم الدم

(۶) سنن ابن ماجہ :-

یوم جمعہ کو	۳۴۴	۱	فی فضل الجمعة
کسی کی ہجو کرنے والے کو	۱۲۳۷	۲	ما کرہ من الشعر
حرمت مؤمن کو	۱۲۹۷	۲	حرمة دم المؤمن وما له
ایذا رسانی پر صبر کرنے والے مؤمن کو	۱۳۳۸	۲	الصبر علی البلاء
فتنہ دجال کو	۱۳۵۹	۲	فتنة الدجال
غصہ پینے کو	۱۴۰۱	۲	الحلم

یہ مختصر جائزہ تھا صحاح ستہ کی ان احادیث کا جن میں غیر اللہ کو اعظم کہا گیا ہے، خواہ اعظم بلحاظ خیر ہو یا شر۔ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے لفظ اعظم کا استعمال کرنا صحاح ستہ کی احادیث کے مطابق درست ہے۔

رہی بات یہ کہ غیر نبی کو امام اعظم کہنا درست ہے یا نہیں تو آئیے ہم دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ غیر نبی کو امام اعظم کہنا درست ہے۔ سب سے پہلے ہم کتب احادیث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

کتب احادیث میں لفظ امام اعظم:

صحاح ستہ کی احادیث میں کہیں پر، امام اعظم "کا لفظ نہ نبی کے لئے استعمال ہوا ہے نہ غیر نبی کے لئے۔ البتہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۱ حدیث نمبر ۶۹۵ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو، امام عامۃ " کہا گیا ہے اور امام عامۃ کے معنی ہیں امام المسلمین اور امام المسلمین کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔ لہذا بخاری کی حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر نبی جو امام المسلمین ہو وہ اپنے زمانے کا امام اعظم ہوتا ہے۔ صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی کہیں نبی اکرم ﷺ کے لئے امام اعظم کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ محدث ابن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ نے صحیح ابن خزیمہ میں دو عنوان قائم کئے ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کے لئے لفظ امام اعظم استعمال فرمایا ہے۔ پہلا عنوان ہے:

باب الرخصة في صلاة الامام الاعظم خلف من ام الناس من رعيتة وان كان الامام من الرعية يؤم الناس بغير اذن الامام الاعظم (امام اعظم کا اپنی رعایا میں سے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا اگر رعایا میں سے کوئی امام اعظم کی اجازت کے بغیر لوگوں کی امامت کرے) عنوان مذکور کے تحت ابن خزیمہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ غزوہ تبوک سے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے آگے بڑھا دیا ہے، ان کی ایک رکعت پوری ہو چکی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ آخری رکعت پڑھی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

کے سلام پورا کرنے کے بعد اپنی باقی رکعت پوری فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر لوگ گھبرائے اور خوب سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگے۔ آپ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا: تم نے اچھا کیا یا فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں ترغیب دی کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لیا کرو۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن خزمیہ نے لکھا:

”فِي الْخَبَرِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الصَّلَاةَ إِذَا حَضَرَتْ وَكَانَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ غَائِبًا مِنَ النَّاسِ أَوْ مُتَخَلِّفًا عَنْهُمْ فِي سَفَرٍ فَجَائِزٌ لِلرَّعِيَّةِ أَنْ يُقَدِّمُوا رَجُلًا مِنْهُمْ يَوْمُهُمْ إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ حَسَنَ فَعَلَ الْقَوْمُ أَوْ صَوَّبَهُ إِذَا صَلُّوا الصَّلَاةَ لِقَوْتِهَا بِتَقْدِيمِهِمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لِيَوْمِهِمْ وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ بِإِنْتِظَارِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَّا إِذَا كَانَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ حَاضِرًا فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَوْمَهُمْ أَحَدٌ بَعِيرِ إِذْنِهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنْ أَنْ يَوْمَ السُّلْطَانِ بَعِيرِ إِذْنِهِ۔“

﴿ترجمہ﴾ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ جب نماز کا وقت آجائے اور امام اعظم (لوگوں کے پاس موجود نہ ہو یا حالت سفر میں ان سے پیچھے رہ گیا ہو تو رعایا کے لئے جائز ہے کہ انہیں میں سے کسی کو امامت کے لئے آگے بڑھائے کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے قوم کے اس عمل کو اچھا یا ٹھیک کہا، جب کہ انہوں نے آپ کی غیر موجودگی میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کو امام بنا کر نماز ادا کی تھی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نبی اکرم ﷺ کے انتظار کا حکم نہیں دیا تھا لیکن امام اعظم حاضر ہو تو جائز نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر رعایا میں سے کوئی امام بنے۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے سختی کے ساتھ اس بات سے منع فرمایا ہے کہ سلطان (بادشاہ اسلام) کی اجازت کے بغیر کوئی امامت کرے۔

ابن خزمیہ کا دوسرا عنوان ہے: بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ فِي الْمَرَضِ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ لِيَتَوَلَّى الْإِمَامَةَ (امام اعظم کا حالت مرض میں اپنی کسی رعایا کو امامت کی ذمہ داری سونپنا) اس عنوان کے تحت وہ حدیث ذکر کی ہے جو بخاری میں بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایام مرض میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کی ذمہ داری عطا فرمائی تھی۔ ایک روز جب انہوں نے امامت شروع کی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اندر قد رے افاقہ محسوس کیا اور دو

آدمیوں کے سہارے سے مسجد حاضر ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپ کی آمد کا احساس ہوا تو پیچھے آگئے اور حضور کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔

محدث ابن خزیمہ نے دونوں عنوان قائم کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام المسلمین امام اعظم ہوتا ہے۔ تو اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے جائز نہیں کہ امام بنے۔ حضور ﷺ کو امام المسلمین ہونے کی حیثیت سے امام اعظم کہا گیا ہے اور آپ کے بعد جو بھی امام المسلمین بنا اس کو بھی امام اعظم کہا گیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث اس سے پہلے گزری کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امام عامۃ یعنی امام اعظم کہا گیا۔ معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سوا کسی کو امام اعظم کہنا ناجائز ہے۔ بلکہ متون وشروح احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ اسلام وامیر المسلمین کو امام اعظم کہنا درست ہے، خواہ امیر المسلمین نبی ﷺ ہوں یا آپ کے بعد کوئی مسلمان۔ لہذا یہ کہنا کہ نبی ﷺ کے سوا کسی مسلمان کو امام اعظم کہنا ناجائز نہیں، اپنی طرف سے ایک جائز چیز کو ناجائز ٹھہرانا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے جس پر قرآن میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہاری زبان پہ جو جھوٹی بات آئے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ پر افتراء کرتے ہوئے۔ بے بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح پانے والے نہیں۔ (سورۃ النحل آیت ۱۱۶)

جو لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو امام اعظم کہنا حرام ہے وہ اللہ پر افتراء کرتے ہیں، کیوں کہ جس چیز کو اللہ نے حرام نہیں کیا اس کو خود سے حرام کہنا اللہ پر افتراء کرنا ہے۔ اللہ انہیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اب آئیے ہم شروح احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سوا امیر المسلمین اور قاضی شرع کو بھی امام اعظم کہنا درست ہے۔ قاضی شرع کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:

امام مالک رحمۃ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور اس کا کچھ پتہ نہ ہو تو عورت چار سال انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن عدت گزارے اس کے بعد وہ دوسرے کے ساتھ نکاح کے لئے حلال ہوگی۔

اس حدیث کی شرح میں امام ابوالولید القرطبی متوفی ۴۰۷ھ نے یہ لکھا کہ چار سال کی مدت قاضی کے پاس مرافعہ (دعویٰ پیش کرنے) کے بعد ہے۔ اگر اس سے پہلے بیس سال بھی گزریں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ پھر ابن المباحثون کے حوالے سے لکھا: یہ مدت امام اعظم (قاضی) ہی متعین کرے گا۔

”لَا يَضُرُّ لَهُ الْأَجَلَ إِلَّا إِمَامُ الْأَعْظَمِ فَإِنَّ ضَرْبَ الْأَجَلِ مِنْ يَوْمِ رُفِعَتِ الْأَمْرُ إِلَيْهِ“
اس کی مدت امام اعظم (قاضی) ہی متعین کرے گا۔ کیوں کہ مدت کا تعین یوم مرافعہ سے ہوگا۔“

(المنتقى شرح الموطأ جلد ۴ صفحہ ۹۱ مطبعة السعادة بمصر ۱۳۳۲ھ)

شرح بخاری فتح الباری لابن رجب سے ثبوت:

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا گیا کہ تم اس کی اقتدا کرو۔ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب رکوع سے اٹھے تو تم رکوع سے اٹھو۔ اور جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر پڑھو اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (صحیح بخاری ج ۶ ص ۱۰۳ حدیث ۶۸۹)

امام قیام پر قدرت نہ رکھے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام زفر، ابن المبارک، سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی وغیرہم کا یہی قول ہے۔ امام احمد بن حنبل سے اس سلسلے میں مختلف روایات منقول ہیں۔ ان کا مشہور قول یہ ہے کہ جو قیام پر قادر ہو اس کی نماز اس امام کے پیچھے جائز نہیں جو قیام سے عاجز ہو۔

لیکن امام الحلی ہو یا امیر المسلمین ہو اور قابل شفا مرض کی وجہ سے قیام سے عاجز ہو تو اس کے پیچھے قیام پر قدرت رکھنے والے کی نماز جائز ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۰ھ نے المیمونی کے حوالے سے امام احمد کا قول نقل کیا۔ انہ لا یجوزُ ذلکَ الا خلفَ الإمامِ الأعظمِ إذا کانَ مَرَضُهُ یُرْجى بُرْءُهُ (امام اعظم [امیر وقاضی] قابل علاج مرض کی وجہ سے قیام پر قدرت نہ رکھے تو اس کے پیچھے قیام پر قدرت رکھنے والے کی نماز جائز ہوگی اس کے سوا دوسرے کے پیچھے نہ ہوگی) شارح بخاری علامہ ابن رجب حنبلی نے یہاں پر امیر المسلمین اور قاضی کو امام اعظم کہا۔ معلوم ہوا کہ غیر نبی کہ امام اعظم کہنا درست ہے۔ شرح بخاری فتح الباری لابن حجر سے ثبوت:

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں درج ذیل مقامات پر غیر نبی (امیر المسلمین وقاضی) کو امام اعظم لکھا ہے۔

جلد اول صفحہ ۵۲۲ باب المساجد میں

جلد دوم صفحہ ۱۷۲ باب اذا زار الامام قوما فامہم میں

جلد چہارم صفحہ ۱۲۳ باب قول النبی ﷺ میں

جلد چہارم صفحہ ۳۴۳ باب کراہیۃ السخب فی الاسواق میں

جلد ۱۱ صفحہ ۴۹ باب قول النبی ﷺ میں

جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۲ باب قول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و

اولی الامر منکم میں

جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۲ باب السمع والطاعة للامام ما لم تکن

معصیۃ میں

شرح سنن ابوداؤد سے ثبوت:

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اپنی شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں۔

”بَابُ إِذَا آخَرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ۔ ائِىْ هَذَا بَابٌ فِى بَيَانِ مَا إِذَا آخَرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْإِمَامِ الَّذِى يُؤَلِّى عَلَى طَائِفَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَيُطْلَقُ عَلَى الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ اَيُّسَاوُوهُو الْخَلِيفَةُ۔“

(شرح ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱۰ مكتبة الرشد الرياض سنہ ۱۴۲۰ھ)

ترجمہ : جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کر کے پڑھے۔ امام سے مراد وہ ہے جو مسلمانوں کی کسی جماعت کے امور کا والی مقرر کیا گیا ہو اور امام اعظم کو بھی کہا جاتا ہے اور وہ خلیفہ ہے۔

حدیث استسقاء کی شرح میں علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں:

”وَيُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنَّ الْإِمَامَ الْأَعْظَمَ يَخْرُجُ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى زَمَنَ الْقَحْطِ وَيَسْتَقْبِلُ وَيَخْرُجُ مَعَهُمْ مُقْتَدَاهُمْ وَكَبِيرُهُمُ الَّذِى اُسْتَشْهَرُ بَيْنَهُمْ بِالرُّهْدِ وَالْوَرَعِ“

(شرح ابو داؤد ج ۵ ص ۲۲)

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ امام اعظم (خلیفۃ المسلمین) لوگوں کو قحط کے زمانے میں عید گاہ لے جائے اور وہاں بارش کے لئے دعا کرے اور لوگوں کے ساتھ ان کا مقتدا اور بڑا آدمی جو ان میں زہد و ورع کے لحاظ سے مشہور ہو وہ بھی جائے۔

معلوم ہوا کہ علامہ عینی شارح بخاری کے نزدیک بھی صرف نبی ﷺ ہی کو نہیں بلکہ آپ کے بعد خلیفۃ المسلمین اور حاکم و قاضی کو بھی امام اعظم کہنا درست ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امام اعظم کہا گیا:

صحیح بخاری کی پہلی حدیث اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی شرح میں علامہ شمس الدین محمد بن عمر السفیری الشافعی متوفی ۹۵۶ھ نے کہا:

”فيه دليل على ان الامام الاعظم يستحب له ان يخطب عند الامور المهمة و تعليم الحكم المهمة لانه ابلغ في الاشاعة والاشتهار“

(شرح البخارى للسفيرى للمجالس الوعظية المجالس الرابع ج ۱ ص ۱۳۳ دار الكتب العلمية بيروت سنہ ۱۴۲۵ھ)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور حدیث بیان کی) اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ امام اعظم (امیر المسلمین) کے لئے مستحب ہے کہ وہ اہم امور اور اہم مسائل کی تعلیم کے لئے

خطبہ دے کیوں کہ اس میں اشاعت و اشتہار زیادہ ہوتا ہے۔

اقوال سلف سے غیر نبی کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:

(۱) محدث ابن ابی الدینامتوفی ۲۸۱ھ کی کتاب 'التوکل علی اللہ' کے جامع نے اس کتاب کے راوی شیخ ابوطاہر احمد السلفی الاصفہانی کے بارے میں لکھا:

حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْإِعْظَمُ شَيْخُ فَخْرِ الْأَيْمَةِ بَقِيَّةُ السَّلَفِ أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّلَفِيُّ الْأَصْفَهَانِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةِ سِتٍّ وَ سِتِّينَ وَ خَمْسٍ مِائَةٍ بِالْأُسْكُنْدَرِيَّةِ۔

(کتاب التوکل علی اللہ ج ۱ ص ۴۳ ناشر مؤسسة الكتب الثقافية بیروت لبنان)

(۲) امام ربیع بن سلمان بن کامل المرادی المصری نے امام شافعی کو امام اعظم کہا۔

(مشخية القزويني ج ۱ ص ۱۷۶ / ۱۷۷ للشيخ عمر بن علي القزويني متوفى ۷۵۰ھ ناشر دار البشائر الإسلامية ۱۴۳۶ھ)

(۳) امام غزالی کی کتاب 'البسيط' کے حوالے سے مذکور ہے، انہوں نے قاضی کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الاتباع لابن ابی العز متوفی ۷۹۲ھ ج ۱ ص ۷۶ عالم الكتاب بیروت ۱۴۰۵ھ)

(۴) ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ نے امیر المسلمین کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الاستخراج لاحکام الخراج لابن رجب ج ۱ ص ۱۰۹ ناشر دار الكتب العلمية بیروت ۱۴۰۵ھ)

(۵) شمس الدین محمد بن عبد اللہ التمر تاشی متوفی ۸۰۴ھ نے امیر المسلمین کو امام اعظم لکھا ہے۔

(بذل المجہود فی تحریر اسئلة تغير النقود المطلب الثاني ج ۱ ص ۵۷)

(۶) علامہ مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ نے امام المسلمین کو اور اس کے نائب وقاضی کو امام اعظم لکھا ہے۔

(التيسير الرياض بشرح الجامع الصغير ج ۱ ص ۳۰۷ مكتبة الامام الشافعي الرياض)

(۷) علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے البدایہ و النہایہ میں نبی کریم ﷺ کو

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۲۳۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۸ھ)

(۸) شیخ محمد بن احمد المکی الفاسی متوفی ۸۳۲ھ نے خلیفہ مستنصر باللہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(شفا الغرام باخبار البلد الحرام ج ۱ ص ۱۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۳۱ھ)

(۹) شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے امام ابن الجزری کے

ترجمے میں لکھا: وکان یلقب فی بلادہ الامام الاعظم۔ ابن الجزری اپنے شہر میں امام اعظم کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

(انباء الغمر بانباء العمر ج ۳ ص ۴۶۷ احیاء التراث الاسلامی ۱۳۸۹ھ)

(۱۰) شیخ مجیر الدین عبد الرحمن بن محمد العلیی الحسنبی متوفی ۹۲۸ھ نے خلیفہ ناصر لدین اللہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل ج ۱ ص ۳۱۸ عمان مکتبۃ ندیس عمان)

(۱۱) علامہ ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۲ھ نے امام احمد بن حنبل کے بارے میں لکھا:

”وما اشتهر بین الجهلة المنسوبین الى هذا الامام الاعظم المجتهد من انه قائل بشئی

من الجهة او نحوها فكذب و بهتان و افتراء علیه۔“

بعض جاہل جو اپنے آپ کو امام اعظم (احمد بن حنبل) کی جانب منسوب کرتے ہیں ان کے ما بین جو یہ بات مشہور ہے کہ امام احمد بن حنبل اللہ تعالیٰ کے لئے جہت، مکان، جسم وغیرہ ثابت مانتے ہیں۔ تو یہ ان پر کذب، بہتان و افتراء ہے۔ (الفتاویٰ الحدیثہ ج ۱ ص ۱۴۴ دار الفکر بیروت)

(۱۲) امام ابوالحسن النیسیمی الشافعی متوفی ۵۵۸ھ نے خلیفہ المسلمین کو امام اعظم لکھا۔

(الانتصار فی الرد علی المعتزلة والقدریة الاشرار ج ۳ ص ۸۲۰ ناشر

اضواء السلف الرياض المملكة السعودية العربية ۱۴۱۹ھ)

(۱۳) امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے خلیفہ المسلمین کو امام اعظم لکھا: ان

کے الفاظ یہ ہیں۔ لَا بُدَّ لِلْأُمَّةِ مِنَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَ أَنَّهُ هُوَ الَّذِي يَنْصَبُ الْقَضَاةَ وَ الْوُلَاةَ فِي الْبِلَادِ۔ امت کے لئے امام اعظم کا ہونا ضروری ہے وہی شہروں میں قاضیوں

اور گورنروں کو مقرر کرتا ہے۔ (تفسیر الرازی سورة النساء آیت ۵۸ ج ۱ ص ۱۱۱)

(۱۲) علامہ ابو عبد اللہ القرطبی متوفی ۵۶۷ھ نے خلیفہ المسلمین کو امام اعظم لکھا۔

(تفسیر القرطبی ج ۲ ص ۲۹۶)

علماء اہل حدیث کے اقوال سے غیر نبی کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:

(۱) مشہور اہل حدیث عالم محمد عبدالسلام مبارکپوری متوفی ۱۴۱۴ھ نے خلیفہ المسلمین

کو امام اعظم لکھا ہے۔ (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج ۲ ص ۳۲۹)

(۲) مشہور اہل حدیث مفتی صالح العثیمین متوفی ۱۴۲۱ھ نے امام المسلمین کو امام اعظم لکھا ہے۔

(شرح رياض الصالحين ج ۲ ص ۲۷۷ دار الوطن للنشر الرياض ۱۴۲۶ھ)

(۳) اہل حدیث عالم شیخ ناصر الدین البانی نے بھی غیر نبی (امام المسلمین یا قاضی) کو امام

اعظم لکھا ہے۔ (الاجوبة النافعة ج ۱ ص ۷۶ سلسلة الاحاديث الصحيحة والضعيفة ج ۱ ص ۴۴۴)

(۴) قاضی شوکانی نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو امام اعظم لکھا ہے (حدیث الولی ج ۱ ص

۲۸۵ دار الکتب الحدیثیہ مصر)

شوکانی نے امام المسلمین کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الدرار المضيئة شرح الدرر البهية باب صلاة الجمعة ج ۱ ص ۱۱۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۷ھ)

(۵) اہل حدیث عالم شمس الحق عظیم آبادی نے امام المسلمین کو امام اعظم لکھا۔

(عون المعبود ج ۹ ص ۲۶۶۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۵ھ)

(۶) اہل حدیث عالم شیخ عبدالرحمن مبارکپوری نے امام المسلمین کو امام اعظم لکھا۔

(تحفة الاحوذی ج ۵ ص ۲۹۵ دار الکتب العلمیة بیروت)

(۷) شیخ فیصل بن احمد المبارک الحریملی النجدی متوفی ۱۴۳۷ھ نے امام المسلمین

کو اپنی کتاب بستان الاخبار میں امام اعظم لکھا ہے۔

(بستان الاخيار مختصر نيل الاوطار باب الهلال ج ۱ ص ۵۷۹ دار اشبيليا الرياض ۱۴۱۹ھ)

(۸) مجمع ملک فہد کے زیر اہتمام نجدی مؤلفین کی ایک ٹیم نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام ہے 'الفقه الميسر في ضوء الكتاب والسنة'۔ اس میں لکھا ہے: 'السُّلْطَانُ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْ غَيْرِهِمْ وَهُوَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ' سلطان امامت کا زیادہ حق دار ہے۔ کیوں کہ وہ امام اعظم ہے۔

(۹) وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية کویت کے زیر اہتمام کویت سعودی عربیہ کے وہابی مفتیوں کے فتاویٰ پر مشتمل ایک مجموعہ ۲۵ جلد میں ۱۴۰۲ھ تا ۱۴۲۷ھ شائع ہوا ہے۔ اس میں ۱۸ جگہوں پر سلطان اور خلیفۃ المسلمین کو امام اعظم لکھا گیا ہے اور ایک جگہ حاشیہ میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية ج ۳، ۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۸، ۴۱، ۴۵، علی الترتیب ص ۲۹۸، ۳۹، ۳۶، ۳۸، ۲۶۹، ۴۶، ۸۱، ۱۴۳، ۲۵۱، ۱۴۴۹، ۲۳۲، ۱۳۰، ۳۵۴، ۲۷۹، ۱۴۰، ۳۲۵)

کتب ابن تیمیہ سے غیر نبی کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:
اہل حدیث کے مقتدا شیخ ابن تیمیہ نے امام مالک کو امام اعظم لکھا ہے۔

(جامع المسائل لابن تیمیہ باب فضل الامام مالك ج ۵ ص ۲۷۲ دار عالم)

الفوائد للنشر والتوزيع ۱۴۳۷ھ)

شیخ ابن تیمیہ نے امام المسلمین کو بھی منہاج السنۃ میں امام اعظم لکھا ہے۔

(منهاج السنة ج ۳ ص ۳۹۱ جامعة الامام محمد بن سعود الاسلاميه ۱۴۰۶ھ)

اقوال سلف سے امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:

اب تک کے دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام اعظم کا لقب صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ کے بعد خلیفۃ المسلمین اور قاضی کو بھی امام اعظم کہنا درست ہے اور کہا گیا ہے۔ اب ذیل میں ہم اقوال سلف صالحین سے ثابت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہنا خفیوں کی عقیدت مندی پر مبنی نہیں بلکہ علماء ربانین اور سلف صالحین نے انہیں امام

اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کچھ اقوال:

(۱) امام ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری نے امام ابوحنیفہ پر نظریہ خلقِ قرآن کی تہمت لگانے والوں کو جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

”وَحَاشَا لِلْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ هَذَا الْقَوْلِ بَلْ هُوَ زُورٌ وَبَاطِلٌ فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنْ أَفْضَلِ أَهْلِ السُّنَّةِ“

(الابانة عن اصول الديانة ج: ۱ ص: ۹۰ ناشر دار الانصار القاهرة ۱۳۹۷ھ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس قول سے پاک ہیں۔ یہ جھوٹ و باطل ہے، کیوں کہ ابوحنیفہ اہل سنت کے افضل لوگوں میں سے تھے۔

(۲) خطیب ابوبکر بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

خطیب بغدادی نے گرچہ اپنی کتاب میں امام اعظم کے تعلق سے منکرین و معاندین کے اقوال بھی درج کئے ہیں جن کا جواب علامہ زاہد کوثری نے ’تانیب الخطیب‘ میں اور ابن النجار نے ’الرد علی ابی بکر الخطیب‘ نامی کتاب میں لکھا ہے لیکن خطیب نے امام اعظم کے مناقب و فضائل بھی لکھے ہیں اور انہیں امام اعظم لکھا ہے۔

(تاریخ بغداد و ذیلہ ج ۲۲ ص ۱۴۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۳۱۷ھ)

(۳) شیخ عبدالکریم السمعانی المروزی متوفی ۵۶۲ھ

شیخ عبدالکریم بن محمد السمعانی المروزی نے اپنی کتاب ”الانساب“ میں دو مقام پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (الانساب ج ۸ ص ۲۸، ۲۹ دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن ۱۳۸۲ھ)

(۴) امام ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

امام محدث شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قانماز الذہبی امام ابوحنیفہ

کے مناقب اپنی مشہور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

”ابو حنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطی التیمی مولا ہم الکوفی مولده سنة ثمانین رای انس بن مالک غیر مرة لما قدم علیہم الکوفة“
امام اعظم ابوحنیفہ فقیہ عراق نعمان بن ثابت بن زوطی تیمی کوفی ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔
انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ کوئی بار دیکھا جب کہ آپ کوفہ شریف لائے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ الطبقة الخامسة من الكتاب ج ۱ ص ۱۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۴۱ھ)

امام ذہبی نے اپنی کتاب ’معرفة القراء الکبار علی الطبقات والاعصار‘ میں بھی امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۱ ص ۱۹۳ الطبقة التاسعة دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ)

(۵) شیخ ابراہیم الطرطوسی متوفی ۷۵۸ھ

شیخ ابراہیم بن علی قاضی القضاۃ الطرطوسی الحنفی نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو الحسن اشعری کے خلافت پر مشتمل ایک طویل قصیدہ لکھا ہے، اس میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔
حمد و صلاۃ کے بعد اس شعر سے آغاز کیا ہے۔

وبعد قد قال الامام الاعظم ابو حنیفۃ الرضی المقدم

(اعیان العصر واعوان النصر ج: ۱ ص: ۱۰۲ دار الفكر المعاصر بیروت ۱۴۱۸ھ)

(۶) شیخ صلاح الدین الصفدی متوفی ۷۶۲ھ

شیخ صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے اپنی کتاب ’الوافی بالوفیات‘ میں امام ابوحنیفہ کو دو مقام پر امام اعظم لکھا ہے۔ ایک جگہ اللقب کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

”أَبُو حَنِيفَةَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ، صَاحِبُ الْمَذْهَبِ، اسْمُهُ النُّعْمَانُ“

ابوحنیفہ کئی لوگوں کا لقب ہے۔ ان میں امام اعظم صاحب مذہب ہیں۔ ان کا نام نعمان ہے۔
علامہ صفدی نے گویا اشارہ کر دیا کہ صرف ابوحنیفہ کہنے یا بولنے سے دوسرے لوگوں سے التباس

ہوسکتا ہے کیوں کہ اس لقب کے کئی لوگ ہیں اس لئے امتیاز کے لئے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت صاحب مذہب کے لئے ابوحنیفہ کے ساتھ امام اعظم کا لقب شامل کرنا چاہیے۔

(الوافی بالوفیات ج ۱۳ ص ۱۲۹ دار احیاء التراث بیروت ۱۴۳ھ)

(۷) شیخ عبدالقادر بن محمد القرشی متوفی ۸۷۵ھ

شیخ عبدالقادر بن محمد بن نصر اللہ القرشی الحنفی متوفی ۸۷۵ھ نے اپنی کتاب 'الجواهر المضیئة' میں پانچ مقامات پر امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة ج ۳ ص ۳۶ تا ۴۰۱)

(۸) شیخ احمد بن علی الفزاری متوفی ۸۲۱ھ

شیخ احمد بن علی الفزاری القاہری نے اپنی کتاب 'صبح الاعشی' میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (صبح الاعشی فی صناعة الانشاء ج ۱ ص ۴۹۹ دار الکتب العلمیة)

(۹) شارح بخاری علامہ عینی متوفی ۸۵۵ھ

ابو محمد محمود بن احمد بدر الدین عینی شارح بخاری نے کتاب 'معانی الاختیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار' میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج: ۳ ص: ۵۰۴ باب الالف دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۷ھ)

(۱۰) شیخ قاسم بن قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ

محدث وفقیہ قاسم بن قطلوبغا نے اپنی کتاب 'تاج التراجم فی طبقات الحنفیة' میں ۳ مقام پر امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا۔ (ج ۱ ص ۱۳۴ تا ۱۴۹ دار القلم دمشق ۱۴۱۳ھ)

(۱۱) شیخ احمد ابن الحجی متوفی ۸۸۲ھ

شیخ احمد بن ابراہیم ابو زریب ابن العجمی نے اپنی کتاب 'کنوز الذهب فی تاریخ حلب' میں دو مقام پر امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (ج ۲ ص ۲۶۹، ۹۸، ۲۶۹، ۹۸ دار القلم حلب ۱۴۱۷ھ)

(۱۲) علامہ ابن الجزری متوفی ۸۳۲ھ

شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن یوسف ابن الجزری لکھتے ہیں:

”و صحب الامام الشافعی ایضا الامام الکبیر فقیہ زمانہ محمد بن الحسن الشیبانی وهو صحب الامام الاعظم ابا حنیفة نعمان بن ثابت الکوفی“
امام شافعی فقیہ زمانہ امام کبیر محمد بن حسن شیبانی کے بھی شاگرد تھے اور وہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کے شاگرد تھے۔

(مناقب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب ج ۱ ص ۸۳ باب الصحبة واللقى)

(۱۳) شیخ یافعی متوفی ۸۶۸ھ

شیخ ابو محمد عقیف الدین عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان الیافعی نے امام ابو حنیفہ کو پانچ جگہوں پہ امام اعظم لکھا ہے۔ (مرآة الجنان وعبرة اليقظان ج ۳ ص ۶۴ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۷ھ)

(۱۴) ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ

ابو الحسن علی بن ابی الکرم ابن الاثیر نے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الکامل فی التاریخ ج ۵ ص ۱۶۴ دار الکتب العربی بیروت ۱۴۱۷ھ)

(۱۵) شیخ موفق الدین الزبیدی متوفی ۸۱۲ھ

شیخ موفق الدین علی بن الحسن الخزرجی الزبیدی نے ’العقود اللؤلؤیة‘ میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(العقود اللؤلؤیة فی تاریخ الدولة ج ۲ ص ۱۷۳ مرکز الدراسات والبحوث الیمنی صنعاء)

(بیروت ۱۴۰۳ھ)

(۱۶) شیخ جمال الدین تغری متوفی ۸۷۴ھ

شیخ جمال الدین یوسف تغری نے ۱۵۰ھ کے واقعات میں لکھا ہے:

”وفیہا توفی الامام الاعظم ابو حنیفة ۱۵۰ھ“ میں امام اعظم ابو حنیفہ کی وفات ہوئی ہے۔

(النجوم الزاهرة ج ۲ ص ۱۲ دار الکتب مصر)

(۱۷) شیخ عبد القادر بن محمد الدمشقی متوفی ۹۲۷ھ

شیخ عبدالقادر بن محمد النعمی الدمشقی نے 'الدارس فی تاریخ المدارس' میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (ج ۱ ص ۴۴۳ دار الکتب العلمیہ ۱۴۱ھ)

(۱۸) شیخ مجیر الدین الحسنبلی متوفی ۹۲۸ھ

شیخ مجیر الدین عبدالرحمن بن محمد الحسنبلی نے اپنی کتاب 'الانس الجلیل' میں پانچ مقامات پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (ج ۲ ص ۲۲ تا ۳۲۱)

(۱۹) شیخ حسین بن محمد الدیار بکری متوفی ۹۶۶ھ

شیخ حسین بن محمد حسن الدیار بکری نے اپنی کتاب تاریخ النخیس میں امام ابو حنیفہ کو چار مقام پر امام اعظم لکھا ہے۔ (تاریخ الحمیس فی احوال انفس النفیس ج ۲ ص ۳۲۶، ۳۳۲، ۳۹۸، ۴۰۸ دار صادر بیروت)

(۲۰) امام حلبی متوفی ۹۷۱ھ

امام رضی الدین محمد بن ابراہیم بن یوسف الحلبی الحنفی المعروف بابن الحسنبلی نے اپنی کتاب 'قفوالاثر فی صفوة علوم الاثر' میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۱ ص ۱۰۸ مکتبة المطبوعات الاسلامیة حلب ۱۴۰۸ھ)

(۲۱) شیخ عبدالرحمن صفوری متوفی ۸۹۴ھ

شیخ عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری نے 'نزهة المجالس' میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (نزهة المجالس و منتخب النفاث باب فضل العلم و اهله ج ۲ ص ۶۳ مطبع کاشیلیہ مصر ۱۲۸۳ھ)

(۲۲) شیخ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

علی بن سلطان محمد ابوالحسن نور الدین ملا ہروی قاری نے اپنی کتاب حاشیة نشر نخبة الفکر ج ۲ ص ۳۲۰ میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(۲۳) شیخ ابوالفرج علی بن ابراہیم حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ

انہوں نے بھی امام ابو حنیفہ کو 'السیرة الحلبيہ' میں امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۱ ص ۲۸ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۷ھ)

(۲۴) شیخ ابو الفلاح العکری متوفی ۱۰۸۹ھ

انہوں نے اپنی کتاب 'شذرات الذهب' میں پانچ مقامات پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۸، ۹، ص ۱۹۰ تا ۶۴۳ دار ابن کثیر دمشق ۱۴۰۰ھ)

(۲۵) شیخ احمد بن المصطفیٰ طاش کبریٰ زادہ متوفی ۹۶۸ھ

انہوں نے اپنی کتاب 'الشقائق النعمانية' میں دو مقام پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۱ ص ۳۱، ۳۲۱، دار الکتب بیروت)

(۲۶) علامہ شہاب الدین المصری الحنفی متوفی ۱۰۶۹ھ

انہوں نے 'حاشیۃ الشہاب' میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی ج ۸ ص ۲۷۷ھ)

(۲۷) شیخ عبدالملک المکی متوفی ۱۱۱۱ھ

انہوں نے 'سمط النجوم العوالی' میں امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۳ ص ۳۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۲۸) علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۲۷ھ

صاحب تفسیر روح البیان نے 'تفسیر روح البیان' میں ۲۱ مقامات پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

علمائے اہل حدیث کے اقوال سے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنے کا ثبوت:
علمائے متقدمین و اسلاف امت کی ایک بڑی جماعت کے حوالے سے میں نے ثابت کر دیا کہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم آج کے علماء اور عوام نہیں کہتے بلکہ ہر زمانے کے محدثین اور فقہاء اور علماء نے آپ کو امام اعظم کہا اور لکھا ہے۔
ذہن و فکر کے پردے سے غلط فہمی کے نقوش مٹانے کے لئے گزشتہ حوالے ہی کافی ہیں لیکن منکرین و معاندین کو ان کے گھر تک پہنچانے کے لئے کچھ اقوال خود معاندین کے معتمد علماء کے بھی پیش کئے جاتے ہیں کہ ہزار کرد و عناد کے باوجود انہوں نے بھی کہیں نہ کہیں

امام اعظم ابوحنیفہ کے علوم مرتبت و جلال علمی کے آگے سرنگوں ہوتے ہوئے انہیں امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(۱) شیخ ناصر الدین البانی متوفی ۱۴۲۰ھ

ماضی قریب کے مشہور اہل حدیث عالم شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب ’الایات البینات‘ میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ (ج ۱ ص ۸۵، ۷۳ المکتب الاسلامی بیروت)

شیخ البانی سے ’اصل صفة صلاة النبی‘ میں بھی ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(ج ۳ ص ۸۴۴ مکتبة المعارف للنشر والتوزيع الرياض)

(۲) ابن القیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ

ابن القیم کو بالخصوص اہل حدیث بہت معتبر مانتے ہیں۔ انہوں نے بھی امام ابوحنیفہ کو اپنے قصیدہ نونیہ میں امام اعظم لکھا ہے۔ وہ خلق قرآن کے مسئلہ میں امام اعظم کے دفاع میں لکھتے ہیں:

یعنی بہ المتلو فهو كلامه هو غير مخلوق كذی الاكوان
و يراد افعال العباد كصوتهم و ادائهم وكلاهما خلقان
هذا الذی نصت ائمة ال اسلام اهل العلم والعرفان
وهو الذی قصد البخاری الرضی لكن تقاصر قاصر الاذهان عن فهمه
كتقاصر الافهام عن قول الامام الاعظم الشيباني

ترجمہ: قرآن متلو اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ اور اس کی قرأت کے لئے بندوں کے افعال مثلاً آواز و الفاظ مخلوق ہیں۔ اس بات کی صراحت اہل علم و معرفت، ائمہ اسلام نے کی ہے۔ یہی بخاری کی بھی مراد ہے لیکن کوتاہ ذہن اس کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ جیسا کہ کم فہم لوگ امام اعظم (ابوحنیفہ) کے قول کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

(۳) نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ

انہوں نے اپنی کتاب ’الدرر البہیة والروضة الندية‘ میں ایک مقام پہ اور ’الروضة الندية‘ شرح ’الدرر البہیة‘ میں ایک مقام پہ اور ’ابجد العلوم‘ میں ایک مقام

یہ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

(الدرر البہیة ج ۱ ص ۳۸۳ دار ابن القيم الرياض العربية السعودية ۱۴۲۳ھ الروضة الندية ج ۱ ص ۹۶ دار المعرفة بیروت ابجد العلوم ج ۱ ص ۶۷۵)

نیز بھوپالی صاحب کتاب 'الحطۃ' میں علامہ ابن حجر مکی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

”وقال ابن الحجر المکی فی شرح المشکاة ادرك الامام الاعظم ثمانية من الصحابة منهم انس وعبد الله بن ابی اوفیٰ وسهل بن سعد و ابو الطفیل ۱ھ وقال الكردری جماعة من المحدثین انکروا ملاقاته مع الصحابة وأصحابه اثبتوه بالاسانید الصحاح الحسان وهم اعرف باحواله منهم والمثبت العدل اولی من النافی و قد جمعوا مسنداته فبلغت خمسين حدیثا یرویها الامام عن الصحابة الکرام۔“

(الحطۃ فی ذکر الصحاح الستة ج ۱ ص ۷۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۵ھ)

ترجمہ: ابن حجر مکی نے شرح مشکاة میں لکھا ہے کہ امام اعظم نے آٹھ صحابہ کرام کو پایا (ان میں انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفیٰ، سهل بن سعد، اور ابو الطفیل ہیں)

علامہ کردری نے کہا کہ محدثین کی ایک جماعت نے صحابہ کرام سے ان کی ملاقات کا انکار کیا ہے اور امام اعظم کے اصحاب نے اس کو صحیح اور حسن اسانید سے ثابت کیا ہے اور امام اعظم کے اصحاب ان کے احوال کو ان کے غیر سے زیادہ جاننے والے ہیں اور مثبت عادل نافی سے زیادہ بہتر ہے۔ امام اعظم کے اصحاب نے ان کی مسانید کو جمع کیا ہے جن میں وہ پچاس احادیث ہیں جن کو امام اعظم نے صحابہ کرام سے روایت کیا ہے۔

نواب صاحب اہل حدیث کے عظیم محدث و فقیہ مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف امام اعظم لکھا بلکہ ان کی تابعیت اور صحابہ سے سماع احادیث کی تصدیق بھی کی۔

لقب امام اعظم سے متعلق ایک وہابی مفتی کا فتویٰ

ایک وہابی مفتی شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف آل الشیخ متوفی ۱۳۸۹ھ پر کسی نے اعتراض کیا تھا کہ کسی مفتی کو، مفتی اکبر، کہنا اسے اللہ کے برابر ٹھہرانا ہے کیوں کہ اللہ 'مفتی

اکبر، ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔ اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ مفتی ہے اور وہی اکبر ہے۔ لہذا غیر اللہ کو مفتی اکبر کہنا صفت افتاء و اکبریت میں اس کو اللہ سے بڑھانا ہے۔

اگر کوئی شخص مفتی مذکور سے یہ سوال کرتا کہ شیخ ابن عربی کو اکبر کا لقب دینا اور شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم کہنا کیسا ہے؟ تو ان کا یہی جواب ہوتا کہ یہ شرک ہے کیوں کہ اللہ کے سوا کسی کو اکبر کہنا اللہ سے بڑھانا ہے اور کسی کو غوث اعظم کہنا اس کو اللہ کے مقابل بڑا مددگار کہنا ہے۔

لیکن کیا کیجئے گا یہاں پر بات مفتی صاحب کے گھر کی تھی اس لئے جواب کیا دیا گیا ذرا ملاحظہ کیجئے۔ مفتی صاحب کے فتوے کا اردو ترجمہ قارئین کی آسانی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ اطمینان کے لئے اصل فتوے کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کو 'مفتی اکبر' کہنے کا مقصد اس کو مطلق سب سے افضل قرار دینا نہیں اور نہ اکبر ہونے میں اس کو اللہ تعالیٰ کے مقابل لانا ہے۔ بلکہ مفتی اکبر کہنے کا مقصد یہ ہے وہ مفتی دوسرے مفتیوں کا مرجع ہے جن کا وہ مرجع ہونے کے قابل ہے۔ مثلاً غیر رسول کو امام اعظم کا لقب دینے کا مقصد یہ نہیں کہ وہ رسول ﷺ سے بڑا ہے۔ رسول ﷺ مطلق امام اعظم ہیں۔ غیر رسول کو امام اعظم کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ رسول کے سوا جن لوگوں سے بڑا ہو سکتا ہے ان سے بڑا ہے۔ بعض علماء متقدمین کو مفتی اعظم کہا گیا ہے۔ چنانچہ قطب حنفی نے اپنی کتاب الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں ابوسعود کو، مفتی اعظم" لکھا ہے۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ پر یہ لکھا ہے۔

"ارسل ای السلطان سلیمان خان الی مفتی الاسلام سلطان العلماء الاعلام

مولانا ابو السعود آفندی المفتی الاعظم یستفتیہ عن حکم اللہ فی ہذہ

المسئلة - ای مسألة تتعلق باصلاح شئی من الکعبة -

ترجمہ: سلطان سلیمان خان نے سلطان العلماء مولانا ابوسعود مفتی اعظم کے

پاس اس مسئلے کے سلسلے میں ایک استفتاء بھیجا جو کعبہ کی اصلاح سے متعلق تھا۔

اور مفتی اعظم کا یہ لقب اکابر علماء کے زمانے میں دیا گیا تھا۔ مثلاً یتیمی، شیخ نور الدین علی بن ابراہیم وغیرہ موجود تھے اور نہیں سنا گیا کہ ان میں سے کس نے مفتی اعظم لقب دے

جانے پر اس معنی کراعتراض کیا ہو کہ اس سے اللہ کی شان عظمت سے تقابل لازم آتا ہے۔ کیوں کہ وہ علماء اس طرح کے کلمات کی مراد و مقصود کو جانتے تھے۔

قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے کہ ایک وہابی مفتی کا فتویٰ یہ ہے کہ جب کسی مفتی کو اعظم یا کسی غیر نبی کو امام اعظم کہا جاتا ہے تو اس کا مقصد اس کو نہ اللہ کے مقابلے میں اعظم سمجھنا ہوتا ہے نہ نبی کے مقابلے میں۔ بلکہ جن مفتیوں اور جن اماموں سے وہ بڑا ہو سکتا ہے اور جن کا مرجع ہے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے اسے اعظم کہا جاتا ہے۔ امام الائمہ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ آپ قرآن و احادیث سے شرعی مسائل کے استخراج میں ائمہ مجتہدین و محدثین کے مرجع و امام اعظم تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ پوری دینا میں نبی، صحابی سب سے بڑے تھے یا اعظم ہونے میں نبی کے مقابل تھے۔ جب یہ مطلب نہیں تو پھر انہیں امام اعظم کہنے پر وہابی برادری اس قدر واویلا کیوں مچانے لگتی ہے؟

ایک اعتراض کا جواب

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”غوث اعظم“ کے لقب پر ہونے والے بے جا اعتراض کا بھی جواب دے دیا جائے۔ اگرچہ مذکورہ وہابی فتوے کے بعد برادرین اہل حدیث کو مطمئن کرنے کے لئے اس کی چنداں ضرورت نہیں تاہم موقع کی مناسبت سے لفظ غوث اعظم سے متعلق وہابی شبہ کا بھی ازالہ کئے دیتے ہیں۔

بعض کم علم یا بے علم برادرین اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ ”غوث اعظم“ صرف اللہ ہے۔ کیوں کہ غوث کے معنی ہیں مدد کرنے والا اور اعظم کے معنی ہیں سب سے بڑا۔ تو غوث اعظم کے معنی ہوئے سب سے بڑا مددگار اور سب سے بڑا مددگار اللہ ہے۔ تو پھر کسی بندے کو غوث اعظم کہنا کیوں کر درست ہوگا؟ اس شبہ کے ازالہ کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ اللہ کے مقابلے میں اللہ سے بڑا کوئی مددگار ہونا تو دور کی بات ہے اللہ کے مقابلے میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا مددگار ماننا بھی شرک ہے۔ کیوں کہ اللہ کی مشیت و ارادہ اور اس کی عطا کے بغیر کوئی اللہ سے چھوٹا مددگار بھی نہیں۔ اگر کوئی ایسا عقیدہ رکھے تو وہ مشرک ہے۔ لہذا کوئی مسلمان کسی بندے کو اپنا مددگار اس لحاظ سے ہرگز نہیں سمجھتا کہ وہ اللہ کی قدرت و ارادہ و عطا کے بغیر از خود اپنے ارادے

سے مدد کرنے والا ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی بھی بندے کی مدد درحقیقت اللہ کی ہی مدد ہوتی ہے۔ بندہ مدد کا محض واسطہ وسیلہ ہوتا ہے۔ کسی ولی کی بات تو چھوڑئے اگر کسی سیٹھ جی سے دارالعلوم کے مولوی نے یہ سمجھ کر سو روپے کا چندہ لیا کہ سیٹھ جی نے اللہ کی عطا اور اس کے ارادے کے بغیر از خود اپنی طرف سے سو روپے سے تعاون کیا تو وہ مولوی دارالعلوم میں بیٹھ کر لاکھ دوسروں پر شرک کے فتوے لگائے وہ اپنے اس عقیدے کی بنیاد پر خود ہی مشرک ہو جائے گا۔ کوئی بھی سنی مسلمان کسی نبی یا ولی کو اس معنی کر اپنا مددگار نہیں سمجھتا کہ وہ از خود اللہ کی عطا کے بغیر، اللہ کی مشیت و ارادے کے بغیر مدد کر سکتے ہیں۔ بلکہ انہیں اللہ کی مدد کا واسطہ وسیلہ سمجھتا ہے۔ جب کوئی سنی کسی ولی یا نبی کو اللہ کے مقابل مددگار نہیں سمجھتا تو کسی ولی کو مددگار کہنے پر وہ مشرک کیوں ہوگا؟

اس نقطہ نظر سے غافل ہو کر کچھ لوگ قرآنی آیت وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ کے ترجمے میں غلطی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی اور مددگار نہیں۔ حالاں کہ خود قرآن میں غیر اللہ کو ولی اور نصیر کہا گیا ہے۔ لہذا آیت مذکورہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے: تمہارے لئے اللہ کے مقابلے میں کوئی ولی اور کوئی مددگار نہیں۔ اگر آیت مذکورہ کا یہی معنی درست ہو کہ اللہ کے سوا کوئی ولی اور مددگار نہیں اور کسی کو مددگار ماننا شرک ہو تو ایسے شرک سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ کیوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو غیر اللہ کو اپنے لئے مددگار نہ سمجھتا ہو اور اس سے مدد نہ مانگتا ہو۔ اگر غوث اعظم کے یہ معنی لئے جائیں کہ مطلقاً بغیر کسی نسبت کے سب سے بڑا مددگار، تو معنوی اعتبار سے یہ کہنا درست ہوگا کہ اللہ سب سے بڑا مددگار ہے لیکن لفظ، غوث اعظم، اللہ کے لئے قرآن و حدیث میں کہیں استعمال نہیں ہوا ہے اور یہ اللہ کے اسماء حسنی میں سے نہیں۔ البتہ مغیث اللہ کے صفاتی اسماء میں سے ہے لیکن یہ اللہ کے لئے مخصوص نہیں۔ کیوں کہ غیر اللہ کے لئے بھی اس کا استعمال ہوا ہے۔ بارش کو بھی حدیث میں مغیث کہا گیا ہے۔ لفظ غوث کا اطلاق اللہ کی ذات پر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ رہا لفظ اعظم تو اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی کہ قرآن میں لفظ اعظم دو مقام پر مومنوں کے لئے بولا گیا ہے اور احادیث میں کثیر مقامات پر غیر اللہ کے لئے بولا گیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ غوث کا لفظ اللہ کے لئے خاص ہے نہ اعظم کا لفظ اللہ کے لئے خاص ہے، بلکہ دونوں غیر اللہ کے لئے بولنا درست ہے۔

یہ بحث تھی لفظ غوث اعظم کی معنوی تحقیق سے متعلق۔ اب اگر اس کو لفظی و اصطلاحی اعتبار سے دیکھا جائے تو غوث اعظم صرف بندے کے لئے بولنا جائز ہے اللہ کے لئے ہرگز جائز نہیں۔ کیوں کہ اصطلاحی اعتبار سے، غوث، اللہ کے خاص محبوب بندوں کے ایک خاص طبقہ کو کہتے ہیں۔ اللہ کے ولیوں کے ایک خاص طبقے کو ”غوث“ کہتے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ہر دور میں غوث ہوا کرتے ہیں جس کے ماتحت سب اولیاء ہوتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے غوث کے وجود پر باضابطہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جب ”غوث“ اللہ کا خاص محبوب بندہ ہوتا ہے تو پھر اللہ کو ”غوث“ کہنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس لحاظ سے غوث اعظم کہتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے اور بعد کے زمانے کے سارے اولیاء کے سردار ہیں۔ سارے غوث کے آپ مرجع ہیں۔ اس اعتبار سے آپ کو غوث اعظم کہا جاتا ہے۔ ایک اہل حدیث مفتی کے فتوے کے مطابق جب اپنے زمانے کے مفتیوں کا جو مفتی مرجع و امام ہو اس کو مفتی اعظم کہنا درست ہے تو سارے غوث کے مرجع و امام کو غوث اعظم کہنا شرک کیوں؟ ایک وہابی مفتی کو مفتی اعظم کہنے میں نہ شرک نظر آتا ہے نہ بدعت۔ لیکن اللہ کے ایک مقرب ولی محبوب خاص، ولیوں کے سردار کو غوث کہنے میں شرک نظر آتا ہے، اس کا سبب ولیوں کی عداوت نہیں تو اور کیا ہے؟

شیخ ابن تیمیہ وہابیوں کا ”امام اعظم“

پورا وہابی گروہ شیخ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام، امام، قدوة الانام اور بھی بہت کچھ بولتا اور لکھتا ہے۔ لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ شیخ ابن تیمیہ کے ایک ہم خیال عالم شیخ محمد بن علی بن محمود بن سلیمان بن داؤد الدقوتی نے ۷۲۸ھ میں ابن تیمیہ کی وفات پر ۵۶ اشعار پر مشتمل ایک طویل مرثیہ لکھا ہے جس میں شیخ ابن تیمیہ کو امام اعظم لکھا ہے۔

استشہاد کا شعر یہ ہے:

من ذا يطيق مع الفراق تجلدا قل لي وقد مات الامام الاعظم

(العقود الدرية من مناقب شيخ الاسلام ابن تيميه ج ١ ص ٤١٩ دار الكتاب العربي بيروت)

ترجمہ: اس کی جدائی پر کون صبر کر سکے گا مجھے بتاؤ! امام اعظم کی موت ہو چکی ہے۔ وہابی عقیدے کے مطابق اللہ کے سوا کسی کو حلال مشکلات، پناہ گاہ، کہنا بہر صورت شرک ہے لیکن قصیدہ مذکورہ میں ابن تیمیہ کو یہ سب کچھ کہنے کے ساتھ ساتھ اور بھی کیا کچھ شرک کے جلوے بکھیرے گئے ہیں، سر دست ہم اس سے گریز کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ جو تابعی تھے اور جلیل القدر امام المحدثین اور ائمہ مجتہدین میں سب سے عظیم تھے انہیں امام اعظم کہا یا لکھا جائے تو وہابی گروہ حرام بلکہ شرک کا شور مچانے لگتا ہے لیکن وہی لقب اپنے مقتدا شیخ ابن تیمیہ کے لئے استعمال کرتا ہے تو حرام و شرک نہیں ہوتا آخر یہ دو ہر معیار کیوں؟

شیخ نجدی وہابیوں کے امام اعظم

وہابیہ کی نظر میں جو چیز اہل سنت و جماعت کے حق میں بدعت، گمراہی بلکہ شرک ہوتی ہے وہی وہابیوں کو اپنے گھر میں خالص تو حید اور خالص سنت نظر آتی ہے۔

متعصب وہابیوں کے نزدیک امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنا ناجائز و حرام ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ امام اعظم ہیں۔ دوسرے کو امام اعظم کہنا نبی کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ لیکن دیکھئے اپنے گھر پہ آکر عدل و انصاف کا یہ پیمانہ کس طرح بدل جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ جو تابعی تھے انہیں امام اعظم کہنا وہابی و اہل حدیث کے یہاں نبی کی شان میں گستاخی ہے لیکن ان کے شیخ الکل محمد بن عبد الوہاب نجدی جن کے فتنہ وہابیت کے رد میں خود انہیں کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نے 'الصواعق الالهية في الرد على الوهابية' نام کی کتاب لکھی۔ وہ ابن عبد الوہاب نجدی جنہوں نے اپنے ہمنواؤں کے سوا پوری دنیا کے مسلمانوں کو گمراہ و مشرک قرار دیا اور انہیں مباح الدم ٹھہرایا اور علماء حرمین طہیین کو قتل کروایا۔ جنہوں نے انگریزوں کا آلہ کار بن کر پورے جزیرہ عرب بلکہ

پوری دنیا کے مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کرنے کا فریضہ انجام دیا (حقائق کی معلومات کے لئے دیکھئے انگریزی جاسوس ہمفرے کی کتاب ”ہمفرے کے اعترافات“) انہیں شیخ نجدی کو ان کے مقلد کن القاب سے یاد کرتے ہیں ذرا ملاحظہ کیجئے۔

نجدی علماء کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ۱۶ جلدوں میں چھٹی بار ۱۲۱ھ میں شائع ہوا ہے جس کا نام ہے ”الدرر السنیة فی الاجوبة النجدیة“ اس کی تیسری جلد کے صفحہ ۵ پر لکھا ہوا ہے:

”قال الحبر الحجة الثقة الامام الاعظم - شیخ الاسلام ’والمسلمین‘ محی

السنة فی العالمین محمد عبد الوہاب اجزل الله له الثواب“۔

یہاں پر شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو امام اعظم لکھا گیا ہے۔ اس پر زیادہ کچھ تبصرہ کئے بغیر قارئین کی عدالت میں اس نزاع کو پیش کر کے گزر جانا چاہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنا اگر وہابیوں کے نزدیک رسول کی ہمسری کرنا اور رسول کی شان میں گستاخی کرنا ہے تو شیخ ابن عبد الوہاب نجدی کو امام اعظم کہنا رسول کی شان میں گستاخی کیوں نہیں؟ حالانکہ اسی مجموعہ فتاویٰ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بھی امام اعظم لکھا گیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کو بھی ۳ مقامات پہ امام اعظم لکھا گیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ اور لفظ امام اعظم

وہابیوں کے مقتدا اور پیشوا شیخ ابن تیمیہ نے امام مالک بن انس کو امام اعظم لکھا ہے۔

(دیکھئے جامع المسائل لابن تیمیہ ج ۵ ص ۲۷۲ دار علم الفوائد للنشر والتوزیع ۱۴۲۲ھ)

برادران اہل حدیث بتائیں کہ اگر غیر نبی کو امام اعظم کہنا نبی کی شان میں گستاخی ہے تو وہ شیخ ابن تیمیہ کو کیا کہیں گے کہ انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم لکھا ہے۔ اگر امام مالک کو امام اعظم لکھنا نبی کی شان میں گستاخی نہیں تو امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھنا نبی کی شان میں گستاخی کیوں ہے؟

شیخ ابن القیم اور لفظ امام اعظم

شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد شیخ ابن القیم جن کو وہابیہ خاص طور پر بہت مستند مانتے ہیں،

انہوں نے اپنے قصیدہ نو نیہ ج ص ۵۲ پر امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا ہے اور اپنی کتاب جلاء الافہام ج ص ۶۷ پر نبی اکرم ﷺ کو بھی امام اعظم لکھا ہے۔

برادران اہل حدیث بتائیں کہ ابن القیم امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھ کر کس چیز کے مرتکب ہوئے مکروہ، حرام، کفر یا کچھ اور؟

امام داری کی ایک حدیث میں تحریف

لفظ امام اعظم کی تحقیق کے سلسلے میں دوران مطالعہ امام داری کی ایک حدیث سامنے آئی جس میں وہابی محقق نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے تحریف کر ڈالی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے:

”ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اس نے قحط سالی کی شکایت کرتے ہوئے کہا: یا محمد ہلکت المواشی ونہکت الاموال وانا نستشفع بك على الله و بالله عليك فادع الله ان يسقينا یعنی اے محمد ﷺ خشک سالی کی وجہ سے مویشی ہلاک ہو گئے۔ مال لٹ گئے ہم آپ کو اللہ کی بارگاہ میں سفارشی بناتے ہیں اور اللہ کو آپ کے پاس شفاعت کرنے والا بناتے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے ہم پر بارش برسائے۔ اعرابی کی بات سن کر نبی پاک ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اعرابی افسوس ہے تجھ پر! تجھے پتہ بھی ہے کہ تو کیا بول رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے کہ اس کو کسی کے پاس سفارشی بنایا جائے۔ وہ تو اپنے عرش سے بھی اور اپنے آسمانوں سے بھی بلند تر ہے۔“

اللہ کے نبی ﷺ نے اعرابی کی اس بات پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا کہ اس نے آپ کو اللہ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی بنایا بلکہ حضور پاک ﷺ نے اعرابی کی اس لاعلمی پر اظہار افسوس فرمایا کہ اس نے اپنی لاعلمی کی بنیاد پر یہ کہا کہ ہم اللہ کو آپ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی بناتے ہیں۔ کیوں کہ نبی کو اللہ کی بارگاہ میں سفارشی بنانا درست ہے لیکن اللہ کو نبی کی بارگاہ

میں سفارشی بنانا کسی طرح درست نہیں۔ اللہ کسی کا سفارشی بننے سے پاک ہے یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور یہی حق ہے۔ لیکن خوارج زمانہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اللہ کے یہاں کسی بھی بندے کو سفارشی بنانا گمراہی ہے۔

فرقہ وہابیہ کا عقیدہ، عقیدہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ وہابیہ نے اپنے اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے حدیث مذکور میں تحریف کر ڈالی۔ چنانچہ اس وقت راقم کے سامنے امام دارمی کی کتاب الرد علی الجہمیۃ موجود ہے جس کا ایک نسخہ وہابی محقق بدر بن عبد اللہ البرد کی تحقیق کے ساتھ دار ابن اثیر کویت سعودی عربیہ سے ۱۴۱۶ھ میں چھپا ہے۔ اس میں حدیث مذکور کے الفاظ کو اس طرح بدل دیا گیا ہے کہ اس سے حدیث کے معنی یہ پیدا ہو گئے۔ (بے شک اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کے پاس کسی مخلوق کو سفارشی بنایا جائے)

حدیث مذکور کے اصل الفاظ یہ ہیں: اِنَّ اللّٰهَ اَعْظَمُ مِنْ اَنْ يُسْتَشْفَعَ بِهٖ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهٖ۔ ترجمہ: اللہ اس سے بلند و برتر ہے کہ اس کو کسی مخلوق کے پاس سفارشی بنایا جائے۔ لیکن وہابی ہاتھ نے اس کو بدل کر یوں لکھ دیا۔ ان اللہ اعظم من ان يستشفع عليه باحد من خلقه۔ ترجمہ بے شک اللہ اس سے بلند و برتر ہے کہ اس کی بارگاہ میں کسی مخلوق کو سفارشی بنایا جائے۔ تحریف شدہ الفاظ سے جو معنی پیدا ہوئے اس کو قارئین اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی مخلوق کو سفارشی بنانا درست نہیں۔ یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا نہیں۔ زمانہ قدیم میں فرقہ معتزلہ کا تھا اور آج فرقہ وہابیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں کسی بھی مخلوق کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی سفارشی نہیں بنا سکتے۔ امام دارمی کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ میں تحریف کی گئی ہے۔ اس کے ثبوت پر اس وقت میرے سامنے تقریباً ایک درجن کتب تفاسیر و احادیث موجود ہیں۔ تمام کتابوں میں حدیث مذکور کے وہ الفاظ نہیں جو امام دارمی کی کتاب الرد علی الجہمیۃ کے مخرف نسخے میں ہے۔ ذیل میں چند کتابوں کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم الرازی (ج ۸ ص ۲۵۱) مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکہ

المکرمۃ طبع ثالث (۱۹۷۱ھ) میں یہ الفاظ ہیں:

لا یتشفع باللہ علی احد من خلقه شان اللہ اعظم من ذلك :
ترجمہ: اللہ کو کسی مخلوق کے پاس شفیع نہیں بنایا جاسکتا۔ اللہ کی شان اس سے
بہت بڑی ہے۔

(۲) سنن ابو داؤد (ج ۴ ص ۲۳۲ باب فی الجہمیۃ ناشر المکتبۃ
العصریۃ بیروت) میں یہ الفاظ ہیں:

”و یحک انه لا یتشفع باللہ علی احد من خلقه شان اللہ اعظم من ذلك“
ترجمہ: افسوس ہے تجھ پر! بے شک اللہ کو کسی مخلوق کے پاس شفیع نہیں بنایا
جاسکتا۔ اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے۔

(۳) مسند البزار (ج ۸ ص ۳۵۴ ناشر مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ
المنورۃ طبع اول ۱۹۸۸ھ) میں یہ الفاظ ہیں:

”و یحک انه لا یتشفع باللہ علی احد ان اللہ اعظم من ذلك“
(۴) التوحید لابن خزیمة (ج ۱ ص ۲۳۹ باب ذکر استواء خالقنا العلی
الاعلیٰ - ناشر مکتبۃ الرشد الریاض طبع خامس ۱۴۱۴ھ) میں یہ الفاظ ہیں:
”و یحک انه لا یتشفع باللہ علی احد من جمیع خلقه شان اللہ
اعظم من ذلك“

(۵) مستخرج ابو عوانہ (ج ۲ ص ۱۲۰ الاستسقاء ناشر دار المعرفۃ
بیروت طبع اول ۱۴۱۹ھ) میں یہ الفاظ ہیں:

”و یحک ما تدری ما اللہ ان شانہ اعظم من ذلك انه لا یتشفع بہ علی احد“
(۶) الشریعۃ للآجری (ج ۳ ص ۱۰۹۰ ناشر دار الوطن الریاض طبع
ثانی ۱۴۲۲ھ) میں یہ الفاظ ہیں:

”و یحک انه لا یتشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلك“
(۷) المعجم الکبیر للطبرانی (ج ۲ ص ۱۲۸ ناشر مکتبۃ ابن تیمیہ
القاهرہ) میں یہ الفاظ ہیں:

”و یحک لا یستشفع باللہ علی احد من خلقہ شان اللہ اعظم من ذلک“
 (۸) الاسماء والصفات للبيهقي (ج ۲ ص ۳۱۷ ناشر مكتبة السوادى
 سعودى عربيه طبع اول ۱۴۱۳ھ) میں یہ الفاظ ہیں:
 ”انه لا يستشفع به على احد“

(۹) الصفات للدارقطني (ج ۱ ص ۳۱ ناشر مكتبة الدار المدينة
 المنورة طبع اول ۱۴۰۲ھ) میں یہ الفاظ ہیں:
 ”انه لا يستشفع باللہ علی احد من خلقہ“

مذکورہ بالا کتابوں کے حوالوں سے معلوم ہوا کہ امام دارمی کی کتاب ’الرد علی
 الجہمیۃ‘ کی حدیث کے الفاظ میں وہابی ہاتھ نے تحریف کی ہے اور اس کے پیچھے ان کا
 ناپاک ارادہ کارفرما ہے۔ وہ یہ کہ حدیث مذکور کی آڑ میں اس عقیدہ بد کو ثابت کیا جائے کہ
 اللہ کی بارگاہ میں کسی مخلوق کو شفع بنانا درست نہیں خواہ وہ مخلوق نبی ہو یا ولی یا اور کوئی۔

الحمد للہ میں نے وہابی محقق کے ارادہ بد کا پردہ چاک کرتے ہوئے ۹ کتب تفاسیر و احادیث
 سے ثابت کر دیا کہ امام دارمی کی کتاب میں حدیث مذکور کے الفاظ کو وہابی محقق نے بدل دیا ہے۔

وللّٰہ الحجة البالغة والحمد لله رب العلمین وما توفیقی الا باللّٰہ وما ارید الا
 الاصلاح وصلى الله على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين۔

م آخذ و مراجع

نمبر	كتاب	مصنف	سن وصال	مطبع / سن اشاعت
۱	القرآن الكريم	اللہ عز وجل	ازلی وابدی	لامکاں
۲	صحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری	۲۵۶ھ	دار طوق النجاة ۱۴۲۲ھ
۳	صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج القشیری	۲۶۱ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
۴	سنن ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن الاشعث جتانی	۲۴۵ھ	المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت
۵	جامع ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ	مکتبۃ المعصطفیٰ البابی الحلی ۳۹۵ھ
۶	سنن نسائی	ابو عبد الرحمن شعب النسائی	۳۰۳ھ	مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۴۰۶ھ
۷	سنن ابن ماجہ	ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۴۳ھ	دار احیاء الکتب العربیہ حلب
۸	صحیح ابن خزیمہ	ابو بکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ	۳۱۱ھ	الکتب الاسلامی بیروت
۹	المستفی شرح المؤطا	ابوالولید سلیمان بن خلف	۲۷۴ھ	مطبعة السعادة مصر ۱۳۳۲ھ
۱۰	فتح الباری شرح البخاری	زین الدین بن رجب حنبلی	۷۹۵ھ	مکتبۃ الغزباء لاثریۃ المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۷ھ
۱۱	شرح البخاری للسیفی	شمس الدین محمد بن عمر السیفی	۹۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۵ھ
۱۲	شرح سنن ابوداؤد	محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشید الریاض ۱۴۲۰ھ
۱۳	التوکل علی اللہ	ابوبکر عبد اللہ ابن ابی الدنیا	۲۸۱ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۱۳ھ
۱۴	مشیخۃ القرویٰ	عمر بن علی القرویٰ	۷۵۰ھ	دار البشائر الاسلامیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
۱۵	الاتباع	صدر الدین محمد بن علاء ابن ابی العز	۷۹۲ھ	عالم الکتب لبنان ۱۴۰۵ھ
۱۶	الاستخراج لأحكام الفرج	ابن رجب حنبلی	۷۹۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۵ھ
۱۷	بذل المجود فی تحریر اساتذہ تغیر القود	محمد بن عبد اللہ التمر تاشی	۱۰۰۴ھ	مکتبۃ القدس فلسطین ۱۴۲۲ھ
۱۸	البدایۃ والنہایۃ	اسماعیل بن عمر ابن کثیر	۷۷۴ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۸ھ

- ۱۹ شفاء الغرام باخبار البلد الحرام محمد بن احمد الفاسی ۸۳۶ھ دارالکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
- ۲۰ انباء الغمر بابناء العمر احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۶ھ احیاء التراث الاسلامیہ مصر ۱۳۸۹ھ
- ۲۱ الانس الجلیل بتاریخ القدس واللیل عبد الرحمن بن محمد حنبلی ۹۲۸ھ مکتبۃ دندلیس عمان
- ۲۲ الفتاویٰ الحدیثیۃ احمد بن محمد ابن حجر حنبلی ۹۷۴ھ دارالفکر بیروت
- ۲۳ الانصافی الریاض المعزیۃ والقدریۃ الاشرار ابوالحسن یحیی الشافعی ۵۵۸ھ اضواء السلف الریاض
- ۲۴ تفسیر الرازی ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی ۶۰۶ھ داراحیاء التراث العربی ۱۴۲۰ھ
- ۲۵ تفسیر القرطبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی ۶۷۱ھ دارالکتب المصریۃ القاہرۃ ۱۳۸۴ھ
- ۲۶ مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح عبد السلام مبارکپوری ۱۴۱۴ھ جامعہ سلفیہ بنارس ۱۴۰۴ھ
- ۲۷ شرح ریاض الصالحین محمد بن صالح عیثیین ۱۴۲۱ھ دارالوطن للنشر والتوزیع ۱۴۲۶ھ
- ۲۸ الاجوبۃ النافعة محمد ناصر الدین البانی ۱۴۲۰ھ مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع الریاض ۱۴۲۰ھ
- ۲۹ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ والضعیفہ ” ” ” ” ” ”
- ۳۰ جامع المسائل ابو العباس احمد ابن تیمیۃ ۷۲۸ھ دار عالم الفوائد للنشر والتوزیع ۱۴۲۲ھ
- ۳۱ منہاج السنۃ ” ” ” ” ” ”
- ۳۲ الدراری المضمینۃ شرح الدرر البہیۃ محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۰ھ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۷ھ
- ۳۳ لبستان الاحبار مختصر نیل الاوطار فیصل بن عبد العزیز النجدی ۱۳۷۶ھ دار اشیدیل للنشر والتوزیع الریاض ۱۴۱۹ھ
- ۳۴ الفقہ المیسر فی ضوء الکتاب والسنۃ جماعۃ من المؤلفین النجدیین مجمع الملک فہد بطباعۃ المصحف بیروت
- ۳۵ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ جماعۃ من المؤلفین النجدیین وزارۃ الاوقات والشؤون الاسلامیۃ الکویت
- ۳۶ الابانۃ عن اصول الدیانۃ ابوالحسن علی بن الخلق الاشعری ۳۲۴ھ دار الانصار القاہرۃ ۱۳۹۷ھ
- ۳۷ تاریخ بغداد واذیولہ خطیب البکرا احمد بن علی البغدادی ۴۶۳ھ دار الغرب الاسلامی ۱۴۲۲ھ
- ۳۸ تذکرۃ الحفاظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد الذہبی ۷۲۸ھ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ

- ۳۹ اعیان العصر و اعموان النصر صلاح الدین خلیل بن ابیک الصفدی ۶۴ھ دار الفکر المعاصر بیروت ۱۴۱۸ھ
- ۴۰ الوافی بالوفیات ،، ،، دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۰ھ
- ۴۱ الجواهر المصیۃ فی طبقات الخفۃ عبداللہ بن محمد بن نصر اللہ القرشی ۷۵ھ میر محمد کتب خانہ کراچی
- ۴۲ صبح الاعشی فی صناعة الانشاء احمد بن علی بن احمد الفزاری ۸۲۱ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت
- ۴۳ مغنی الاخیار فی شرح اسماء رجال معانی الآثار ابو محمد محمود بن احمد العینی ۸۵۵ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۷ھ
- ۴۴ تاج التراجم فی طبقات الخفۃ قاسم بن قطلوبغا ۸۷۹ھ دار القلم دمشق ۱۴۱۳ھ
- ۴۵ کنوز الذهب فی تاریخ حلب احمد ابراہیم موفق الدین ۸۸۴ھ دار القلم حلب ۱۴۱۷ھ
- ۴۶ مناقب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب شمس الدین ابوالخیر ابن الجزری ۸۳۳ھ مکتبۃ القرآن ۱۹۹۴ھ
- ۴۷ مرآة الجنان و عمرة البیتان ابو محمد عقیف الدین الیافعی ۷۸ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
- ۴۸ الکامل فی التاریخ ابوالحسن علی بن ابی الکرا بن الجزری ۶۳۰ھ دار الکتب العربیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
- ۴۹ العقود للمؤویۃ فی تاریخ الدولة الرسولیۃ موفق الدین علی بن الحسن ۸۱۲ھ مرکز الدراسات صنعاء ۱۴۰۳ھ
- ۵۰ النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة یوسف بن تغری ۸۷۴ھ دار الکتب مصر
- ۵۱ المدارس فی تاریخ المدارس عبدالقادر بن محمد الدمشقی ۹۲۷ھ دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۰ھ
- ۵۲ تاریخ الخیس فی احوال نفس الفیس حسن بن محمد الدیاربکری ۹۶۶ھ دار صادر بیروت
- ۵۳ قفوة الاثر فی صفوة علوم الاثر محمد بن ابراہیم الحلب ۹۷۱ھ مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ حلب ۱۴۰۸ھ
- ۵۴ نزہۃ المجالس و منتخب الغفاس عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری ۸۹۴ھ المطبعة الکاسلیۃ مصر ۱۲۸۳ھ
- ۵۵ حاشیۃ شرح نخبۃ الفکر علی بن سلطان محمد القاری ۱۰۱۴ھ دار الارقم لبنان
- ۵۶ السیرۃ الخلبیۃ علی بن ابراہیم الخلی ۱۰۴۴ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۷ھ
- ۵۷ شذرات الذهب عبدالحی بن احمد بن محمد العسکری ۱۰۸۹ھ دار ابن کثیر دمشق بیروت ۱۴۰۶ھ
- ۵۸ حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی شہاب الدین احمد بن محمد الخفاجی ۱۰۶۹ھ دار صادر بیروت

۵۹	سمط النجوم العوالی	عبدالملك بن حسن المكي	۱۱۱۱ھ	دارالكتب العلمیة بیروت
۶۰	تفسیر روح البیان	اسماعيل حقى الخلو قى	۱۱۲۷ھ	دارالفكر بیروت ۱۳۹۹ھ
۶۱	الآیات البینات	نعمان بن محمود الا لوسى	۱۳۱۷ھ	
۶۲	صفة صلاة النبى ﷺ	محمد بن صالح العثيمين	۱۴۲۱ھ	
۶۳	القصيدة النونية	ابن القيم الجوزية	۷۷۷ھ	
۶۴	الدرر البهية والروضة النورية	محمد صديق حسن خاں	۱۳۰۷ھ	دار ابن القيم للنشر والتوزيع ارياض
۶۵	ابجد العلوم			دار ابن حزم ۱۴۲۳ھ
۶۶	الخطبة في ذكر الصحاح الستة	،،		دارالكتب العلمیة بیروت
۶۷	العقود الدررية في مناقب ابن تيمية	شمس الدين محمد بن احمد عبد الهادى	۷۴۴ھ	دارالكتب العربیة بیروت
۶۸	الدرر السنية في الاجوبة النجدية	علماء نجد الاعلام	۱۴۱۷ھ	
۶۹	جلاء الافهام	شمس الدين محمد بن ابى بكر ابن القيم	۷۵۱ھ	دارالعروبة الكويت ۱۴۰۷ھ
۷۰	تفسير ابن ابى حاتم	ابو محمد عبد الرحمن ابن ابى حاتم الرازى	۳۲۷ھ	مكتبة نزار المصطفى البازمكية المكرمة ۱۴۱۹ھ
۷۱	مسند البرار	ابوبكر احمد بن عمر والبزار	۲۹۲ھ	مكتبة العلوم الحکم المدینة المنورة ۱۴۲۶ھ
۷۲	الرد على الجهمية	ابوسعید عثمان بن سعید الدرмі	۲۸۰ھ	دار ابن الاثير الكويت
۷۳	التوحيد	ابوبكر محمد بن اسحاق ابن خزيمة	۳۱۱ھ	مكتبة الرشد السعودیة
۷۴	مستخرج ابى عوانة	ابوعوانة يعقوب بن اسحاق	۳۱۶ھ	دارالمعرفة بیروت ۱۴۱۱ھ

مصنف کی کتابیں

- (۱) عقائد اہل سنت (قرآن وحدیث کی روشنی میں) مطبوعہ
- (۲) فضائل شعبان وشب برأت (احادیث معتبرہ کی روشنی میں) مطبوعہ
- (۳) عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت مطبوعہ
- (۴) فضائل ماہ رجب مطبوعہ
- (۵) شب برأت کیسے گزاریں مطبوعہ
- (۶) مغفرت کا سامان ماہ رمضان مع رسالہ ۲۰ رکعات تراویح مطبوعہ
- (۷) قوالی کا شرعی حکم مطبوعہ
- (۸) تذکرہ مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی مطبوعہ
- (۹) سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل مطبوعہ
- (۱۰) مکتوبات سرکار کلاں مطبوعہ
- (۱۱) خطبات سرکار کلاں مطبوعہ
- (۱۲) آداب صحبت وزیارت مشائخ (مخدوم اشرف سمنانی) ترجمہ و تحشیہ مطبوعہ
- (۱۳) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (احادیث و آثار معتبرہ کی روشنی میں) مطبوعہ
- (۱۴) ترک رفع یدین (احادیث و آثار صحیحہ کی روشنی میں) مطبوعہ
- (۱۵) فسق یرید (احادیث و آثار معتبرہ کے حوالے سے) مطبوعہ
- (۱۶) امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟ غیر مطبوعہ
- (۱۷) لقب امام اعظم مطبوعہ
- (۱۸) کیا تراویح آٹھ رکعت سنت ہے؟ (انگلش) مطبوعہ
- (۱۹) معجزہ ردّ شمس (امام جلال الدین سیوطی ویوسف صالحی دمشقی) ترجمہ و تحشیہ مطبوعہ
- (۲۰) فضائل ذکر و اذکارین (امام جلال الدین سیوطی) ترجمہ مطبوعہ